سید یونس الحسنی

# تقسیم کشمیر اور تشکیل ’’مرزائیل‘‘ کی سازش

پاکستان اور بھارت تین جنگیں لڑ چکے۔ مذاکرات، پھر مذاکرات، بعد ازاں اعلیٰ سطح کے مذاکرات، نتیجتاً شملہ معاہدہ منصہ شہود پر آیا مگر پرنالہ وہیں رہا۔ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لیے ہمہ قسم اسلحہ کے انباروں میں اضافے کی دوڑ تا حال جاری ہے۔ مسئلہ کشمیر جوں کا توں ہے۔ ایک کے بعد دوسری نسل اور اب تیسری نسل عالم شباب میں ہے۔ اسے سوچ وفکر کے نئے زاویے ودیعت ہوئے ہیں۔ وہ متفکر ہیں کہ اقوام متحدہ مظلوموں کی دادرسی کرنے یا اُسے جائز حق دلانے میں گونا گوں مصالح کا شکار ہے۔ ہندوستان اس صورت حال میں مختلف کروٹیں بدل کر نہایت ڈھٹائی سے ایک ہی راگ الاپتا چلا جارہا ہے۔ صرف اتنا سا فرق پڑا ہے کہ ’’کلاسیکل راگ‘‘ کی جگہ ’’پاپ سانگ‘‘ نے لے لی ہے۔ اپنے ہاں صورت حال حد درجہ تشویشناک ہے۔ ہر کوئی اپنی اپنی ہانکتا اور اپنے اندرونی بیرونی سرپرستوں کا دیا ہوا سبق بہ آواز بلند پڑھتا چلا جارہا ہے۔ ادھر بھارتی قابض فوج اور مجاہدین حریت باہم برسرپیکار ہیں۔ پے در پے شہادتوں کا تسلسل قائم ہے مگر الجہاد الجہاد کا نعرہ رستاخیز بھی پوری آب وتاب سے بلند ہو رہا ہے۔ حریت پسندوں کی ان کیفیات کے زیر اثر بیرونی طاقتوں نے ایک بار پھر پاک بھارت مذاکرات کا ڈول ڈالا ہے۔ ساتھ ہی یہ روح فرسا خبر بھی سننے پڑھنے کو ملی کہ امریکن سی آئی اے نے پاکستان اور بھارت کے لیے ایسے نقشے جاری کئے ہیں، جن کے مطابق تقسیم کشمیر کا فارمولا اختیار کر کے اس مسئلے کو حتمی شکل دی جائے گی۔ وزیر اعظم آزاد کشمیر سردار سکندر حیات کے محیر العقول بیان سے اس منصوبے کی جزوی تائید ہوتی ہے۔ اس معاملہ میں خطرے کی ایک گھنٹی ہم نے بڑے زور شور سے بجتی دیکھی اور سنی ہے۔ قادیانی مربی اور حکومتی اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانی افسران وملازمین اس منصوبے کی تائید مزید کے لیے لوگوں میں پراپیگنڈہ مہم پوری قوت اور انتہائی نظم وضبط سے چلا رہے ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ ’’ہمارے حضرت‘‘ کی پیش گوئی پوری ہونے کو ہے۔ کشمیر تین حصوں میں بٹ رہا ہے۔ ایک انڈیا کو دوسرا پاکستان کو ملے گا جبکہ تیسرا یعنی سنٹرل کشمیر ہماری خودمختار قادیانی سٹیٹ ہوگی، جس میں امریکہ اپنے فوجی بیس قائم کرے گا اور ہماری مدد بھی۔ اسی عظیم خطرے کی بو سونگھتے ہوئے ’’پاسبان ختم نبوت پاکستان‘‘ نے گزشتہ دنوں لاہور میں، ستائیس دینی وسیاسی جماعتوں کے اکابر کو اکٹھا کیا تاکہ مل کر ایک متفقہ موقف اپنایا جاسکے۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ آزاد کشمیر وپاکستان سے آئے ہوئے رہنماؤں نے امریکی ثالثی اور چناب فارمولے کو بالاتفاق مسترد کرتے ہوئے تقسیم کشمیر کو دراصل علاقے میں ’’مرزائیل‘‘ بنانے کی گھناؤنی سازش قرار دیا اور حکومت پاکستان کو یاد دلایا کہ مسئلہ کشمیر قادیانی غداروں کا پیدا کردہ ہے۔ تقسیم ہند کے وقت سر ظفر اللہ قادیانی نے باؤنڈری کمیشن سے ساز باز کر کے پاکستان کو ضلع گورداسپور کے ساتھ ساتھ کشمیر کے واحد زمینی راستے سے بھی محروم کر دیا، جس کی وجہ سے مسئلہ کشمیر آج دن تک لٹکا ہوا ہے۔ اس طبقہ ضالہ نے مذہب کی آڑ میں ہمیشہ وہ کھیل کھیلا ہے جو صیہونی ونصرانی

حکومتوں کے مفاد میں ہو جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ''شہادۃ القرآن'' میں لکھا ہے:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں' یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا کی اطاعت کریں اور دوسری اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہے۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔''

سری نگر میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی قبر کا شوشہ اپنے باطل عقیدے کو سچ ثابت کرنے کے لیے چھوڑا گیا تاکہ مستقبل میں اسی خود تراشیدہ نظریے کے تحت سرزمین کشمیر پر اپنا تسلط قائم کیا جاسکے۔ آج بھی تمام مرزائی بیوروکریٹس اور مرزائی جرنیل کرنیل تحفظ پاکستان کی بجائے مرزائی ریاست کے قیام میں زیادہ دلچسپی لیتے، خفیہ میٹنگیں کرتے اور ہر ایسے معاملے میں شریک کار ہوتے ہیں' جس کا مقصد بدیشی حکمرانوں کے ایماء پر ''مرزائیل'' یا ''عجمی اسرائیل'' قائم کرنا ہو۔

یاد ش بخیر! ۱۹۳۱ء میں کشمیر میں قرآن کریم کی شدید توہین کی گئی، خطبۂ عید پر پابندی لگادی گئی، احتجاجی جلسے سے ولولہ انگیز خطاب پر ایک انگریز افسر کے خانساماں عبدالقدیر کو گرفتار کرلیا گیا، جموں وکشمیر میں حقوق مسلم کی بحالی کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں پر بے دریغ فائرنگ کر کے کئی فرزندان اسلام کو شہید کر دیا گیا۔ یہ ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کا واقعہ ہے۔ ان دگرگوں حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود اچانک میدان میں آوارد ہوئے۔ بعض سرکار پرست گھاگھڑوں کو ساتھ ملا کر نام نہاد کشمیر کمیٹی کی نیو اٹھائی۔ خود ہی اس کے صدر بن بیٹھے اور عبدالرحیم درد قادیانی کو جنرل سیکرٹری مقرر کر دیا۔ پھر اس فورم سے ریاست جموں وکشمیر میں تیز رفتاری سے مرزائیت کی تبلیغ شروع کر دی گئی۔ علامہ محمد اقبالؒ نے ایسی اطلاعات ملنے پر شدید تشویش کا اظہار کیا۔ ایسے میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مفکر احرار چودھری افضل حق اور مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ علیہم' حضرت علامہ سے ملے اور حقیقتِ احوال واقعی کہہ سنائی۔ اس سے اگلے روز برکت علی ہال میں کشمیر کمیٹی کا اجلاس طلب کیا گیا۔ علامہ مرحوم نے دیگر اراکین پر اثر ورسوخ استعمال کر کے مرزا بشیر قادیانی کو کشمیر کمیٹی سے الگ کر دیا اور خود صدارتی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ ۳؍ اگست ۱۹۳۱ء کو تحریک کی تمام تر ذمہ داریاں مجلس احرار اسلام کے سپرد کر کے بڑے اطمینان سے اپنے لازمی امور کی انجام دہی میں منہمک ہو گئے۔ احرار رہنماؤں اور کارکنوں نے اپنے مظلوم کشمیری بھائیوں کے حقوق کے لیے بھرپور تحریک چلائی اور مرزائیوں کے خواب چکنا چور ہو گئے۔ اس کے بعد آج تک قادیانی بزرجمہر تمام اعدائے افرنگ کے خلاف بالعموم اور احرار کے خلاف بالخصوص اپنے خبثِ باطن کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔ وہ حکومتوں میں رسوخ پیدا کر کے مقتدرین کو احرار اکابر اور رضا کاروں سے بدظن کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ یہ گروہ غارت گر اس اپنے آقاؤں' امریکہ، برطانیہ سے مل کر اب پھر ایک خطرناک بازی کھیل رہا ہے۔ تقسیم کشمیر کے حوالے سے تباہ کن منصوبہ بندیوں میں ان کی توانائیاں شامل ہیں۔ لگتا ہے جنرل پرویز امریکی دورے پر جائیں گے تو اُن سے کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ کے انداز میں ایک دستاویز پر دستخط کرنے کو کہا جائے گا' جس کے مطابق:

۱) پاکستان اور بھارت مذاکرات کر کے تقسیم کشمیر کے مجوزہ گمراہ کن منصوبے کی منظوری دیں گے' جس کے تحت سنٹرل کشمیر کو بظاہر

قادیانی سٹیٹ (مرزائیل) بنایا جائے گا جبکہ وہاں امریکی فوجی بیس بھی ہوگا۔
۲) کچھ تخریب وتحریص کے ساتھ اسرائیل تسلیم کرنے کی بات کی جائے گی۔
۳) جنرل پرویز سے کہا جائے گا کہ وہ ایک بڑا فوجی دستہ عراق بھیجیں تا کہ امریکہ کی عملاً معاونت ہو سکے۔
۴) ایرانی حکومت تبدیل کرانے کے لیے افغان جنگ کی طرز پر تعاون کے لیے زور دیا جائے گا۔
۵) میزائل تجربات ختم کرنے کا کہا جائے گا۔
۶) ایٹمی پروگرام رول بیک کرنے کے لیے کسی معاہدے پر دستخط کرائے جائیں گے اور اُسے عالمی انسپکٹرز کے معائنہ کے لیے کھول دیا جائے گا۔
۷) سرحد حکومت برطرف کرنے کا مطالبہ کیا جائے گا۔
۸) کشمیر میں جہاد کو ''دہشت گردی'' قرار دے کر اسے فی الفور روکنے کا حکم دیا جائے گا۔

لوگ کہتے ہیں، کوئی وزیراعظم آج تک کہوٹہ لیبارٹری میں قدم نہیں رکھ سکا مگر ایک مشکوک وزیر شوکت عزیز وہاں کس کے ایماء پر گیا۔شاید یہ کوئی غیر اعلانیہ اسلحہ انسپکٹر ہے۔کیا یہ سیکورٹی رسک نہیں؟ اس کے ڈانڈے کہاں کہاں اور کس کس سے ملتے ہیں۔سوچ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے مگر وطن عزیز کے غیر ذمہ دار و بے اختیار وزیراعظم الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق پوچھتے ہیں کہ شوکت کے دورہ کہوٹہ کی اپوزیشن کو کیا تکلیف ہے؟ جناب والا! صرف اپوزیشن ہی نہیں پوری پاکستانی قوم کو شدید تشویش اور تکلیف ہے۔قومی خون سے بنائے گئے حساس اثاثے، کسی مشتبہ اور قادیانیوں کے ہم نوا یا قادیانی گھس بیٹھیے کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑے جا سکتے۔اس دور حکومت میں کئی کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کی تعیناتی ملک میں بڑے پیمانے پر تباہی پھیلانے کے منصوبوں کا حصہ محسوس ہوتا ہے۔آج وطن عزیز فی الحقیقت معرض خطر میں ہے۔تقسیم کشمیر اور تشکیل ''مرزائیل'' کی سازش کے تانے بانے بنے جا چکے ہیں۔جمالی صاحب ہوش کے ناخن لیں۔ستائیس دینی و سیاسی جماعتوں کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے بالکل درست فرمایا کہ ''قادیانیوں نے تقسیم ہند کے وقت گھناؤنا کردار ادا کر کے پنجاب کی تقسیم کرائی جو لاکھوں شہادتوں پر منتج ہوئی۔اور کشمیر پاکستان کو نہ مل سکا۔مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنانے میں بھی یہ آبرو باختہ غارتگر ہر طرح شامل جرم رہے اور اب تقسیم کشمیر کے امریکی و برطانوی منصوبے کے یہی طاغوتی لم چھڑے سرگرم مناد بنے ہوئے ہیں۔حکومت وقت کو اس کا نوٹس لینا چاہیے۔'' شاہ جی نے تو اپنی دیانت دارانہ رائے اور حب وطن کے پاکیزہ جذبات کا اظہار کیا ہے مگر صدر و وزیراعظم اور ان کے رفقاء کی حالت دیکھ کر راقم کو ایک میواتی ضرب المثل یاد آ گئی ہے جو ان سب پر صادق آتی ہے۔ملاحظہ فرمایئے:

''سیکھ ماکو دیجیو جا کو سیکھ سہائے، سیکھ نہ دیجیو باندرا کو نہ گھر بجڑے کا جائے۔''

ترجمہ: نصیحت اس کو کرو جو سمجھ دار ہو۔اپنا گھر اجاڑنے والے کو کبھی نصیحت نہ کرو۔